مضامین سرسید

Teaching Lecture

Subject : Urdu
Class : B.A. (Hons.) II
Topic : Mazameen Sir Syed
Author : Dr. Fatahullah Quadri
Lecture Series No. : 40

سرسید احمد خان نہایت مخلص، دوراندیش اور سچے مصلح قوم تھے۔انہوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد ملک وملت کی خدمات کا فریضہ انجام دیا، وہ لائق ستائش اور قابل قدر ہیں۔لیکن اس مصلح اور سچے خادم کو بھی مخالفتوں سے دو چار ہونا پڑا۔لیکن تجربات سے ثابت ہوتا ہے کہ سچا داعی اور رہنما مخالفتوں میں بھی نہایت جرأت مندی کے ساتھ عزیمت کی راہ پر گامزن رہتا ہے۔قدرت کی طرف سے ان کو خاص رہنمائی ملتی ہے۔اس کا ادراک اور شعور اس کو منزل مقصود تک پہنچنے میں رہنمائی کرتا ہے۔سرسید احمد کے ساتھ یہی معاملہ درپیش تھا۔ان کی زندگی مخالفتوں کے درمیان گزری۔ان پر کفر والحاد کا فتویٰ صادر رہوا۔ابن الوقت کا طعنہ دیا گیا۔ریفارمر بننے اور نام ونمود حاصل کرنے کی بات کہی گئی۔نیتوں پر حلہ،محفلوں میں شکوہ،اخبارو رسائل میں تنقید وتبصرہ چھپتے رہے اور سرسید مرحوم جس کام کو حق اور نہایت مفید سمجھ رہے تھے اس کو کرتے گئے۔ان کی ذات واحد ایک انجمن بن گئی۔انہوں نے اپنی ذہانت اور دوراندیشی کا لوہا منوالیا۔دوست تو دوست دشمن بھی ان کی صلاحیتوں کے قدرداں بن کر سامنے آئے۔

یہاں تک کہ ''رسالہ بغاوت ہند'' کو دیکھ کر چراغ پا ہونے والا انگریز ''مسٹر سسل بیڈن'' سرسید احمد خان کا وضاحتی بیان سن کر انگشت بہ دندان ہوگیا۔لارڈ کننگ کی عدالت میں وہ سرسید کی عظمت اور حق گوئی کی مدح سرائی کرنے پر مجبور ہوگیا۔ بلکہ نہایت قریبی دوستون میں اس نے جگہ بنالی۔یہ جادو سرسید کی صداقت بیانی اور مضامین کی بیباکی میں تھی کہ دشمن گرویدہ دوست بن سکا۔سرسید احمد کی سچائی اوران کی حکمت عملی سے۔بہت سے بگڑے ہوئے کام سنور گئے۔۱۸۵۷ء کے بعد انگریزوں نے جو مظالم مسلمانوں پر بجا طور پر روا رکھا تھا،اس کی ابتلا وآزمائش کی تاب لانا مشکل تھی۔خود سرسید بھی ہجرت کرنے کی تیاری کر رہے تھے۔لیکن اچانک وہ قوم کے درد میں مبتلا ہو گئے۔

مسلمانوں کو زندہ، بلند حوصلہ رکھنے کے لئے انہوں نے اصلاحی کامون کی شروعات کر دی۔رسالہ ''تہذیب الاخلاق'' جاری کر کے قومی اصلاحی کا کام شروع کر دیا۔علی گڑھ میں مدرستہ العلوم قائم کی جو آج علی گڑھ مسلم یونیورسیٹی کے نام سے مشہور

ہے۔سائنٹفک سوسائٹی قائم کرکےعلمی وادبی کتابوں کی تیاری کا کام بڑے پیمانے پر شروع کر دیا۔ہندوستانیوں کوتعمیر و ترقی کے کاموں میں لگا کر باغیانہ اور مجاہدانہ جوش عمل کو ایک صحت مند رُخ عطا کیا۔

انگریزوں کے عتاب اوران کی ستم کاری پرسخت تنقید کر کے حاکم اور محکوم کے رشتہ کے عمومی پہلوؤں پر متوجہ کیا۔اس طرح سرسید احمد خان کی علمی اورتحریری کوششوں سے غدر کے بعد، ماحول کی گرمی کم ہوگئی،نفرت وعناد ختم ہوااور شکست خوردہ ہندوستانی عوام کو پھر ایک موقع سنبھلنے کا مل گیا۔ ۱۸۵۷ء کے غدر کے اسباب پر جو روشنی سرسید احمد خان نے ڈالی تھی، اس سے خود انگریزوں کو اپنی غلطیوں کا اعتراف کرنا پڑا۔ہندوستانیوں کے غم وغصہ کو سرد کرنے کے لئے بتدریج عہدے اور نمائندگی کی پیش کش کی جانے لگی۔

سرسید احمد خان کی فکراوران کی حکمت عملی کے نتیجہ میں تحریک آزادی کے ناکام افراد کے تن مردہ میں نئی زندگی پیدا ہو گئی۔علم وشعور کی رشنی سے زیادہ پختہ ذہن کارکن تیار ہوئے۔علی گڑھ کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی اکثریت ایسی باصلاحیت بن کر ابھری جس میں قائدانہ صلاحیت اور جوش عمل دونوں موجود تھا۔

❁❁❁❁❁